نمبر نہم جلد نہم

حصہ اوّل

الاقتصاد فی مسایل الجہاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الہادی من استہداہ الواقی من اتقاہ والصلوۃ والسلام

خدا کا شکر ہے جو طالبان ہدایت کو راہ دکھاتا ہے اور پرہیزگارون کو عذاب سے بچاتا ہو اور

علی رسولہ الذی خصہ بالحنیفیۃ السمحۃ من بین جمیع من بناہ و

اُسکے رسول پر اُسکی رحمت و سلام ہو جسکو اُسنے اپنے تمام رسولون سے یکسو و آسان دین سے ممتاز

علی آلہ واصحابہ الذین کمل اللہ بہم امر رشدہ وھداہ

فرمایا اور آپ کے آل و اصحاب پر جنکے ذریعہ سے خدا نے اپنے ارشاد و ہدایت کو کامل کیا ۔

اما بعد یہ رسالہ الاقتصاد فی مسایل الجہاد ان دو غرضون پیش نظر رکھکر تالیف

کیا ہے ۔ اوّل یہ کہ ناواقف اہل اسلام جہاد کے متعلق مسایل و شروط اسلام

سے واقف ہون اور اقوام غیر سے جنگ کرنے کو صرف اس نظر سے کہ وہ مخالف

اسلام ہین شرعی جہاد سمجھکر اسمین شامل ہونے کو دین نہ سمجھ لین ۔ جبتک کہ اس

جنگ مین ان شرائط کا وجود جو شرعی جہاد کے لئے اسلام مین مقرر ہین ثابت

ذکر لین اور اس تحقیق شرایط و علم مسایل کے ذریعہ سے وہ ہمیشہ بلوے و فساد سے بچے رہین نہ اپنے جان و مال کو بے موقع تلف کرین نہ اور لوگون کی ناحق خونریزی کرین۔ دوسری غرض یہ کہ اقوام غیر اور گورنمنٹ جنکے ظل حمایت مین اہل اسلام ہند آباد ہین اہل اسلام کی نسبت یہہ گمان نہ کرین کہ صرف مذہبی مخالفت کی نظر سے اقوام غیر کے ساتھ لڑنا اور اُن کے جان و مال لینے تعرض کرنا اور لوگون کو جبرًا مسلمان بنانا اور بزور شمشیر سے اسلام پھیلانا ان کے مذہب اسلام کی ہدایت سے ہے ان دونو غرضون کا نتیجہ یہہ ایک غرض ہے کہ حاکم و محکوم اور عام رعایا اور خاص اہل اسلام مین رابطہ اتحاد* پیدا ہو اور ملک مین ہمیشہ امن و امان قایم رہے ÷

یہ رسالہ مینے ۱۸۶۷ء مین تالیف کیا اور اسمین علماء اسلام کی رائین لینے اور اُن کا توافق رائے حاصل کرنے کے لئے لاہور سے عظیم آباد پٹنہ تک سفر کیا اور اکابر علماء مختلف فرقہ ہائے اسلام کو یہ رسالہ حرف بحرف سُنا کر اُنکا توافق رائے حاصل کیا اور بعض بلاد ہندوستان و پنجاب مین (جہان راقم خود نہین جاسکا) اس رسالہ کی [illegible] بہیجکر ان بلاد کے اکابر علماء کا اتفاق رائے حاصل کیا پھر ۱۸۷۶ء مین اس رسالہ کے اصل اصول مسایل کو بضمن ضمیمہ نمبر ۱۱ جلد ۲ رسالہ اشاعۃ السنۃ بعنوان استشہاد عام لوگون مین شایع کیا اور اس مین عام اہل اسلام کو ان مسایل مین اپنی آرا ظاہر کرنے کا موقع دیا

* امور دنیا مین اتحاد - گو مذہب مین اختلاف ہو -

بسے بہت سے مواضع ہندوستان و پنجاب کے (جہان وہ ضمیمہ پہونچا) صدہا عوام و خواص نے اُن مسایل کی نسبت اپنا اتفاق رائے ظاہر کیا اور اصل رسالہ "اقتصاد" کی طبع و اشاعت کی نسبت کمال شوق ظاہر فرمایا ان کے اس شوق کو بڑہانے اور عام ناواقفون کے خیال مین ان مسایل کی خوبی جمانے کی نظر سے مین اس رسالہ کی طبع و اشاعت کو معرض التوا مین ڈالتا گیا اس اثنا مین ان مسایل کا استحسان بخوبی ہو گیا اور برادران اہل اسلام کا شوق طبع رسالہ بھی اپنی حد کمال کو پہونچا اسلئے مین اب اس رسالہ کی اشاعت کو مناسب سمجھتا ہون - قبل بیان شروط و مسایل جہاد ایک تمہید کا بیان ضروری ہے -

وہ تمہید یہ ہے

جہاد (جو اسلام و مسلمانون مین ایک رکن عظیم مانا جاتا ہے) **دو قسم ہے** ملکی و مذہبی ملکی جہاد* (جسکو ملکی لڑائی بھی کہا جاتا ہے) کے اصول و اغراض اہل اسلام کے نزدیک بھی وہی مقرر و مسلم ہین جو ہر ایک صاحب شوکت قوم یا ریاست یا سلطنت مین تسلیم کئے جاتے ہین یعنے اپنا (یا یون کہو کہ اپنی قوم کا)

* ملکی وہ جہاد ہی جس سے ملک گیری مقصود ہو - مذہب مخالفین سے اسکو کوئی تعلق ہو وہ مسلمانون سے بھی ویسا ہی کیا جاتا ہے جیسا کہ مخالفین اسلام سے - مذہبی جہاد وہ ہے جس مین مذہب اسلام کا تحفظ مد نظر ہو اور وہ ان لوگون سے کیا جاتا ہے جو مسلمانون کے مذہب مین دست اندازی کرین اور مسلمانون کو تکلیف دین *

بول بالا چاہنا اور دوسرون کو اپنے ماتحت کرنا اور اس ذریعہ سے عامہ خلایق مین حفظ و امن قایم کرنا اس جہاد (یا لڑائی) مین فریق مقابل کے مذہب کا ہرگز لحاظ نہین ہوتا جو لوگ ذی شوکت اہل اسلام کی اطاعت سے خارج ہون (مسلمان ہون خواہ اقوام غیر) اُن سے وہ لڑتے ہین چنانچہ عام اہل شوکت اپنے باغیون اور مخالفین سلطنت سے لڑتے ہین اور اپنی قومی جمعیت اور سلطنت قایم کرنے ہین اسی نظر سے اس جہاد کو ملکی لڑائی کہا جاتا ہے۔

ان اصول کی تسلیم و عدم تسلیم مین مسلمانون اور اقوام غیر مین کچھ فرق نہین ہے ان فرق ہے تو اسقدر ہے کہ اور لوگ ان اصول و اغراض کو دنیاوی سمجھتے ہین۔ مسلمان لینے اور امور دنیاوی (کھانے پینے خریدنے اور فروخت کرنے) کی طرح ان اصول کو بھی داخل دین اور موجب ثواب سمجھتے ہین اور ان کے مذہب مین ان اصول کے قایم رکھنے اور ان اغراض کے پورا کرنیکی بابت بھی ویسی ہی ہدایتین آچکی ہین جیسے کہ ان کے اور مذہبی اور دنیاوی امور کی بابت ہدایتین آچکی ہین۔

مذہبی جہاد (یا لڑائی) کے اصول و اغراض حفظ و حمایت اسلام اور مدافعت ضرر مخالفین اسلام ہے یہ ان مخالفین اسلام سے کیا جاتا ہے جو مذہب اسلام کے مزاحم ہون مسلمانون کو مذہبی لحاظ سے ستاوین انکی مذہبی آزادی مین دست اندازی کرین اس جہاد مین اپنے مذہب و اہل مذہب کے بچاؤ و محافظت کے علاوہ دوسرے

مذہب والون سے جابرانہ مزاحمت کرنا اسکو زبردستی مسلمان کرنا یا انکو پہلے مذہب کی سزا دینا (مار ڈالنا یا لوٹ لینا) مد نظر و اصل مقصود نہین ہوتا۔

ان دونو قسم کے جہاد کے لئے مذہب اسلام مین ایسے شروط و موانع مقرر ہین جنسے سر موئے بھی تجاوز کرنے سے جہاد (ملکی ہو خواہ مذہبی) جہاد نہین رہتا بلکہ فتنہ و فساد کہلاتا ہے ؛

ہم اس مقام مین ملکی جہاد کے شروط و مسایل سے تعرض کرنا نہین چاہتے اور نہ اسکی چندان ضرورت دیکھتے ہین صرف مذہبی جہاد کے احکام و شرایط معہ ان کے نتایج کے بضمن چند مسائل بیان کرتے ہین۔ کیونکہ انمین ناواقف مسلمان اکثر احکام اسلام کا خلاف کرتے ہین اور اسی مین ناواقف اقوام اصل اسلام و مسلمانون پر بدظنی کرتے ہین ؛

پہلا مسئلہ

مذہبی جہاد اصول مقاصد اور اصلی مطالب خداوندی سے نہین ہے جو مخلوق کے پیدا کرنے اور انبیاء کے بھیجنے سے منظور الٰہی ہین بلکہ اصل مقصود پیدایش مخلوق و بعثت رسولون سے خدا کی عبادت و ذکر ہے جہاد صرف اس عبادت و ذکر کو قایم رکھنے کا ذریعہ ہے۔ حق تعالی نے فرمایا ہے جیسے جنون اور آدمیون کو کسی کام کے لئے بجز اپنی عبادت کے پیدا نہین کیا

وماخلقت الجن والانس الا

اور فرمایا کہ ان کو بجز اس [illegible]

لیعبدون (ذاریات ع ۳)
وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین
لہ الدین حنفاء ویقیموا الصلوٰۃ
ویوتوا الزکوٰۃ (بینۃ ع ۱)
الذی خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم
ایکم احسن عملاً ط (ملک ع ۱)
وفسر السنۃ ان افضل الاعمال و
احبھا الی اللہ العبادۃ والذکر فعن
بن مسعود رض قال سالت النبی صلے
اللہ علیہ وسلم ای الاعمال احب الی
اللہ قال الصلوٰۃ لوقتہا قلت ثم ای
قال بر الوالدین قلت ثم ای قال الجہاد
فی سبیل اللہ رواہ الشیخان (مشکوٰۃ ص)
وعن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلعم
الا انبئکم بخیر الاعمال وازکاھا عند ملیککم

کچھ حکم نہیں ہوا کہ وہ خدا کی خالص عبادت
کریں اور نماز قایم کریں اور زکوٰۃ
دین *
اور فرمایا خدا نے تمکو اسلیے پیدا کیا اور
مارتا ہے کہ تم مین سے نیکوکار معلوم ہون
آنحضرت صلعم نے اسکی تفسیر مین فرمایا ہی
کہ سب کامون سے افضل خدا کی عبادت و
ذکر ہے - ابن مسعودؓ نے آپ سے پوچھا
کہ خدا کو سب عملون سے زیادہ پیارا کونسا
عمل ہے تو آپ نے فرمایا کہ نماز اپنے
وقت پر کہا پھر کونسا عمل آپ نے فرمایا
ماباپ سے نیکی کرنا کہا اسکے بعد کونسا
عمل آپ نے فرمایا خدا کی راہ مین جہاد*
کرنا - ابو درداء نے روایت کیا ہی کہ
آنحضرت نے فرمایا کہ مین تمکو سب عملون سے

* اس حدیث مین آنحضرت م نے جہاد کو (جو بلا شرط مقررہ جائز ہی نہیں) وقت پر نماز پڑھنے اور ماباپ کے ساتھ احسان کرنے سے کم رتبہ ٹھرایا *

وارفعها فی درجاتکم وخیر لکم من
انفاق الذهب والفضة وخیر لکم
من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقهم
ویضربوا اعناقکم قالوا بلی قال
ذکر الله رواه مالک واحمد والترمذی
(مشکوٰة صـ۱۹۰)

وعن ابی سعید الخدری ان رسول الله
صلی الله علیه وسلم سئل ای الاعمال
افضل وارفع درجة عند الله یوم
القیمة قال الذاکرون الله کثیرا والذاکرات
قیل یا رسول الله ومن الغازی فی
سبیل الله قال لو ضرب بسیفه فی الکفار
والمشرکین حتی تنکسر ویختضب دما فان
الذاکر لله افضل منه درجة رواه
احمد والترمذی (مشکوٰة صـ۱۹۰)

بہتر اور خدا کے نزدیک پاکیزہ تر اور درجات
مین سب سے برتر اور چاندی سونا خرچ کرنے
اور دشمن سے* لڑکر اسکی گردن کاٹنی اور
اپنی کٹوانے سے بہتر ہے بتاؤن لوگون
نے عرض کیا کیون نہین بتائے آپ نے
فرمایا وہ خدا کا ذکر ہے -

ابو سعید خدری نے روایت کیا ہے کہ
آنحضرت سے کسی نے سب عملون سے افضل
اور درجہ مین بالاتر عمل کا سوال کیا تو آپ نے
ذکر کرنیوالون کا حال بیان فرمایا سایل
نے پوچھا کہ وہ خدا کی راہ مین لڑنیوالون سے
بھی بہتر ہے آپ نے فرمایا ہان اگرچہ
لڑنے والا مشرکین پر تلوار توڑ دے* اور
خون مین رنگا جائے تو بھی ذکر والا
اس سے افضل ہے +

* ان ہی شروط سے جو جہاد کے لئے مقرر ہین - بلا وجود شرائط کبھی جہاد شرعی نہین
کہلاتا - اور نہ اسپر اجر کی امید ہے +

وعن معاذ قال قال رسول الله صلعم یا معاذ هل تدری ما حق الله علی عباده وما حق العباد علی الله قلت الله ورسوله اعلم قال حق الله علی العباد ان یعبدوه ولا یشرکوا به شیئا وحق العباد علی الله ان لا یعذب من لا یشرك به شیئا۔ رواه الشیخان۔ (مشکوة ص)

وعن ابی هریرة قال قال رسول الله صلعم من امن بالله ورسوله واقام الصلوة وصام رمضان کان حقا علی الله ان یدخله الجنة جاهد فی سبیل الله او جلس فی ارضه التی ولد فیها قالوا افلا نبشر به الناس قال ان فی الجنة مائة درجة اعدها الله للمجاهدین الخ رواه البخاری۔ (مشکوة ص ۳۲۱)

معاذ بن جبل سے آنحضرت صلعم نے پوچھا کہ کیا تو جانتا ہے خدا کا حق بندون پر کیا ہے اور بندون کا حق خدا پر کیا ہے انہون نے عرض کیا کہ خدا اور رسول خوب جانتے ہین آپ نے فرمایا خدا کا حق بندون پر یہ ہے کہ وہ اسکی عبادت کرین اور کسیکو اسکا شریک نہ بناوین اور بندون کا حق خدا پر یہہ ہے کہ پھر وہ انکو عذاب نکرے۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی خدا اور رسول پر ایمان لایا اور نماز روزہ کو اُسنے ادا کیا اسکا خدا پر حق ہوچکا کہ اسے بہشت مین داخل کرے خواہ وہ خدا کی راہ مین لڑا ہو خواہ اسی جگہ بیٹھ رہا ہو جہان وہ پیدا ہوا لوگون نے عرض کیا کہ یہ خوشخبری ہم لوگونکو سنا دین آپ نے فرمایا بہشت مین سو درجے ہین جو مجاہدین کے لئے تیار ہین یعنے وہ جہاد کرین گے تو ان درجون کو پائین گے۔

اس فقرۂ اخیر حدیث ابوہریرہ مین جو مجاہدین کے لئے بشارت وارد ہے ایسا ہی جو اور روایات مین جہاد پر اجر و ثواب اور ترک جہاد پر ناخوشی اور وعید عذاب وارد ہے ہمارے مسئلہ اوّل کے مخالف نہین کیونکہ یہہ اسی صورت مین ہے کہ عبادت و ذکر سے مسلمان روکے جائین اور جہاد کی ضرورت آپڑے چنانچہ مسئلہ دوم مین اسکی خوب تشریح ہوگی *

نتیجہ مسئلہ اولے

اس مسئلہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اسلام و ایمان کا کمال اور مسلمانون کی نجات جہاد پر موقوف و منحصر نہین مسلمانون کو اگر دین سے روک نہو تو صرف عبادت سے ان کی نجات و کمال ایمان متصور ہے۔ لہذا اقوام غیر کا مسلمانون کی نسبت یہ گمان کہ جو ان مین پکا اور مذہب کا سچا ہوگا وہ اپنے مخالفین مذہب سے جہاد کرنے کا ضرور ارادہ رکھتا ہوگا۔ محض غلط و بہتان ہے جو مذہب اسلام سے ناواقفی پر مبنی ہے *

دوسرا مسئلہ

مذہبی جہاد نہ اس غرض سے مشروع ہے کہ کافرون* کو دنیا مین کفر کی سزا دین

* کافر بمعنی منکر ہے۔ اور یہ لفظ اس معنی کر نسبتی اور ایسا وسیع ہے کہ ہر ایک فرقہ کو بلحاظ اس مذہب کے جس سے وہ منکر ہو کافر کہا جا سکتا ہے۔ حتی کہ مسلمان خود اپنے آپ کو دوسرے مذاہب کا کافر یعنی منکر کہتے ہین۔ حضرت ابراہیم اور انکے اصحاب نے اپنے مخالفون کو کہا ہے کہ ہم تمہارے کافر یعنی منکر ہین کفرنا بکم۔ ممتحنہ ع (۱)۔ فمن یکفر بالطاغوت بقرہ ع ۳۴ خدا نے فرمایا ہے جو طاغوت سے کافر ہوا اسنے مضبوط رسی اسلام کی

اور نہ اس غرض سے ہے کہ ان کو جبراً مسلمان کرین اس جہاد سے غرض جو خدا و رسول کی کلام سے سمجھ مین آتی ہے یہ ہے کہ مسلمانون کو مخالفین مذہب کی مزاحمت* بیجا سے بچاوین خدا کی عبادت کا (جو مخلوق کی پیدایش اور رسولون کی بعثت سے مقصود خداوندی ہے) راستہ صاف کرین – اور اس راستہ سے روکنے والون کو راستہ سے ہٹاوین حق تعالی نے فرمایا ہے خدا کی راہ

وقاتلوا فی سبیل الله الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان الله لا یحب المعتدین (بقرہ ع ۲۴)

مین ان لوگون سے لڑو جو تم سے لڑتے ہین اور اس سے آگے نہ بڑہو خدا حد سے بڑھنے والون کو دوست نہین رکھتا *

قالوا وما لنا ان لا نقاتل فی سبیل الله وقد اخرجنا من دیارنا وابناءنا (بقرہ ع ۳۲)

اور قوم شمویل سے نقل فرمایا ہے کہ انہون نے اپنی نبی کو کہا ہم خدا کی راہ مین کیون نہ لڑینگے

* ایسا ہی فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین کہا ہے کہ جہاد سے مقصود صرف امتحان مکلفین ہی بلکہ

المقصود منہ (ای الجہاد) لیس مجرد ابتلاء المکلفین بل اعزاز الدین ودفع شر الکفار عن المومنین بدلیل قولہ تعالی وقاتلوهم حتی لا تکون فتنة ویکون الدین کلہ لله (فتح القدیر صفحہ ۲۹۳ جلد ۲)

دین کو (یعنے اہل اسلام کو) عزت دینا اور مسلمانون کفار کی تکلیف دہی کو روکنا اس ہی مقصود ہی چنانچہ خدا تعالی کا یہ قول دلیل ہی کہ تم کفار (تکلیف دینے والون) سے لڑو تا کہ مسلمانون کو تکلیف نہو اور دین سبہی خدا کا ہو (یعنے اسکا کوئی مزاحم نہ ہے)

وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ
والمستضعفین من الرجال والولدان
الذین یقولون ربنا اخرجنا من ہذہ
القریۃ الظالم اہلہا (نساء ع ۱۰)
ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون
سواء فلا تتخذوا منہم اولیاء حتی
یہاجروا فی سبیل اللہ فان تولوا فخذوہم
واقتلوہم حیث وجدتموہم ولا تتخذوا
منہم ولیا ولا نصیرا الا الذین یصلون
الی قوم بینکم وبینہم میثاق او جاءکم
حصرت صدورہم ان یقاتلوکم او
یقاتلوا قومہم ولو شاء اللہ لسلطہم
علیکم فلقاتلوکم فان اعتزلوکم فلم
یقاتلوکم والقوا الیکم السلم فما جعل اللہ
لکم علیہم سبیلا (نساء ع ۱۲)
الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد
کبیر (انفال ع ۱۰)

جب ہم اپنے گہرون اور اولاد سے نکالے گئے
ہین اور مسلمانون کو مخاطب ہوکر خود فرمایا تمکو
کیا ہوا ہے تم خدا کی راہ مین اور عاجز
لوگون اور بچون کے لئے جو کہتے ہین خدایا
ہمکو اس ظالمون کی بستی سے نکال نہین لڑتے
اور فرمایا مکہ اور اسکے اطراف کے کافر چاہتے
ہین تم بھی ویسے ہی کافر ہو جاؤ پس ایک جیسے
ہو رہو۔ تم انکو دوست نہ بناؤ جبتک وہ خدا
کی راہ مین وطن نہ چھوڑین یہ لوگ (تمہارے
دشمن) تمہاری دوستی سے منہ پھیرین تو
انکو پکڑو اور جہان پاؤ مارو بجز انکے جو تمہارے
عہد پیمان والون سے جا ملین یا وہ تم سے اور تمہارے
دشمنون دونوں سے لڑنیکو پسند نکرین۔ خدا چاہتا
تو انکو تم پر مسلط کرتا اور وہ تم سے لڑتے اب جو وہ تم سے
کنارہ گزین ہین اور تم سے نہین لڑتے اور صلح کا پیام
دیتے ہین تو خدا نے انپر تمکو لڑنیکا راستہ نہین دیا۔ اور
فرمایا تم ظالمون سے نہ لڑوگے تو زمین مین بڑا فتنہ اور فساد پہیلیگا

ان اللہ یدافع عن الذین امنوا ان اللہ لایحب کل خوان کفور - اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لہدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیہا اسم اللہ کثیرا ط (الحج ع ۶)

والذین اذا اصابہم البغی ھم ینتصرون وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ انہ لایحب الظالمین (شوری ع ۴)

اور فرمایا خدا مسلمانون سے ایذا کو روکتا ہے وہ ناشکر خائنون کو پسند نہین کرتا جن سے ظالم لوگ لڑتے ہین انکو مظلوم ہونیکے سبب لڑنے کی اجازت ہے خدا انکی مدد پر قادر ہے وہ لوگ جو اپنے گھرون سے ناحق نکالی گئے ہین اسی بات کی سبب کہ انہون نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے - اور اگر خدا لوگون کو ایکدوسرے سے نہ بچاوی تو گرجے (عیسائیون کے گرجے) یہودیون کے عبادتخانے اور مسلمانون کی مسجدین جنہین خدا کا نام لیا جاتا ہے ہے ڈھائی جائین اور خدا نے اپنے نیک بندون کی تعریف مین فرمایا ہے جب انپر کوئی سرکشی کرتا ہے تو وہ انسے بدلہ لیتے ہین اور برائی کا بدلہ اسکی برابر ہے پر جو معاف

* اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ مذہبی جہاد سے نہ صرف مسلمانون اور انکی مسجدون کی حفاظت مقصود خداوندی ہے - بلکہ عیسائیون اور یہودیون اور انکی عبادت خانون کی حفاظت بھی مقصود خداوندی تھا اور اسی غرض و مقصود سے یہودیون نے بھی مذہبی جہاد کیا تھا - اور جو مذہبی لڑائی اور تسلیم (بیت المقدس) مین ہوئی تھی اسمین عیسائی بھی جہادی تھے بحال مذہبی جہاد اور اسکی غرض کو اسلام دشمنون کی

لاینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین انما ینہاکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولئک ھم الظالمون ۔ (الممتحنہ ع ۲)

کرے اور سنوارے اسکا اجر خدا پر ہے خدا ظالمون سے خوش نہین ہے اور فرمایا خدا تمکو ان لوگون سے سلوک و احسان کرنے سے مانع نہین جو تم سے دین کے سبب نہین لڑے اور تم کو تمہارے گہرون سے نہین نکالا خدا انصاف والون سے خوش ہے تم کو انہی لوگون کے ساتھ سلوک اور دوستی سے خدا روکتا ہے جو تم سے دین کے سبب لڑتے ہین اور تمہارے دشمنون کو تم پر مدد دے چکے ہین جو ان کو دوست سمجہین گے وہ ظالم ہین ۔

ان آیات مین صاف صاف بیان ہوا ہے کہ یہہ جہاد اسی غرض سے مشروع ہوا ہے کہ مسلمان آزادی سے خدا کی عبادت کرین اور ان کے مخالف انکو عبادت وغیرہ شعایر اسلام سے نہ روکین اور وہ انہی لوگون سے مخصوص ہے جو مسلمانون سے لڑین اور ان کے مذہب مین دست اندازی کرین ۔ اس امر کو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اور بھی تشریح سے بیان کیا ہے اور ان لوگون کو مذہبی جہاد و قتل سے مستثنے کر دیا ہے جنہے مسلمانون کے ساتھ لڑنے اور ان کے مذہب دست اندازی کرنے کا

اندیشہ نہین ہے۔

ازانجملہ اقوام غیر کی مستورات ہین جو لڑائی مین شریک و معاون نہون اور کسی کے مذہب سے تعرض نکرین۔

ازانجملہ ان کے بڈھے لوگ ہین جنکو لڑنے یا لڑانے سے بحث نہو۔

ازانجملہ چرچون کے گوشہ نشین لوگ جنکو اپنے ذکر وشغل سے مطلب ہو نہ کسی کے مذہب سے

ازانجملہ قلی لوگ جنکو اپنی مزدوری سے کام ہوتا ہے نہ کہ کفر یا اسلام سے

ازانجملہ وہ لڑکے جو لڑائی کے لائق نہین ہوتے باوجودیکہ وہ کفر کے عقاید رکھتے ہین۔ چنانچہ حضرت رباح (یا رباح) سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک لڑائی مین ایک عورت کو مقتول پایا تو یہ ارشاد فرمایا کہ یہہ تو لڑائی نکرتے تھے (یعنے اسکو کیون مارا) اُس لڑائی مین کمان افسر خالد بن ولید تھے ان کو حکم دیدیا کہ نہ کسی عورت کو مارین نہ کسی مزدور کو ایسا ہی حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فعن الرباح بن الربیع قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی غزوة فرأی الناس مجتمعین علی شیء فبعث رجلاً فقال انظر ما اجتمع ھؤلاء فجاء فقال علی امرأة قتیل فقال ما کانت ھذہ لتقاتل قال وعلی المقدمة خالد بن الولید فبعث رجلا فقال قل لخالد لا

تقتلن امرأة ولا عسيفاً (رواه ابوداؤد
ص۶ ج۲ وابن ماجه ص۲۱۲)
وعن ابن عمر قال وجدت امرأة مقتولة
في بعض مغازي النبي صلى الله عليه و
آله وسلم فنهى عن قتل النساء والصبيان
(رواه البخاري ص۴۲۳ ومسلم ص۸۴ ج۲)
وعن انسؓ ان رسول الله صلعم قال
انطلقوا بسم الله وبالله وعلى ملة رسول
الله ولا تقتلوا شيخاً فانياً ولا طفلاً
صغيراً ولا امرأة الحديث (رواه ابوداؤد
ص۳۵۱ ج۱) - وعن بريدة كان رسول الله
صلعم اذا امر اميراً قال له لا تقتلوا
وليداً الحديث (رواه مسلم ص۸۲ ج۲)
وعن ابن عباس ان النبي صلعم قال لا تقتلوا
الولدان ولا اصحاب الصوامع (رواه
احمد كذا في الدراية والنيل) وقد
امتنع رسول الله صلعم ومنع امته عن قتل

ارشاد فرمایا کہ نہ بہت بڈھے کو (اپنے
جو لڑائی کے کام کا نہ رہا ہو) مار لو نہ
لڑکے کو نہ عورت کو ایسا ہی ہر ایک
کمان افسر کو حکم دیتے جب اسکو لڑائی
میں بھیجتے چنانچہ بریدہ نے آپ سے
روایت کیا ہے اور حضرت ابن عباسؓ
نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بچوں کو
مارو نہ ان لوگوں کو جو صومعوں
(گرجوں) میں رہتے ہیں یہی وجہ
ہے کہ جب آپ کسی قوم پر چڑھائی کرتے
تو وقت صبح کے منتظر رہتے پھر
جب وہاں سے اذان صبح کی آواز
سنتے تو ان پر حملہ کرنے سے رک جاتے
یہ حضرت انسؓ نے آنحضرت صلعم سے
روایت کیا ہے اور حضرت عصام مزنی
نے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے انکو

احدٍ من اہل قریۃ یری فیہا مسجدٌ او یسمع منہا صوت اذان۔ وعن انس ان النبی صلعم کان اذا غزی بنا قوماً لم یکن یغیر بنا حتی یصبح وینظر فان سمع اذاناً کف عنہم الحدیث رواہ البخاری صـ۸۶) وعن عصام المزنی قال لعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی سریۃ فقال اذا رایتم مسجداً او سمعتم موذناً فلا تقتلوا احداً (رواہ ابوداؤد صـ۳۵۳ والترمذی صـ۲۰)

ایک لڑائی مین بہیجا تو ان کو بھی یہی ارشاد کر دیا کہ جہان تم کوئی مسجد دیکھو یا اذان کی آواز سنو وہان کسی کو نہ مارو (یعنے وہان کافر بھی رہتے ہون تو ان کو نہ مارو کیونکہ وہ مسلمانون کو مسجد بنانے اور اذان کہنے سے مانع نہین تو بلحاظ مذہب قتل کے مستحق نہین)۔

ان اقوال نبوی سے مطلب آیات قرآنیہ کی جو ہمنے بیان کیا ہے خوب تشریح ہوئی اور یہہ بات ثابت ہوگئی کہ مذہبی جہاد مسلمانون سے مذہبی روک ٹوک ہٹانیکو ہے نہ کافرون کو دنیا مین سے کفر پہنچانے کو۔ یہہ ہوتا تو حکم قتل وجہاد لڑنے والے کفار سے مخصوص نہوتا۔ سبہی کافرون (بڈھون۔ عورتون۔ طفلیون۔ تابعین بچون۔ خانہ نشینون۔ مسجدون اور اذانون سے تعرض نہ کرنے والون) کو تہ تیغ کرنیکا حکم ہوتا۔ علی الخصوص راہبون اور چرچ والون کو جو مذہب عیسائی کے لیڈر ممبر ہین ✦

اب رہا ثبوت اس امر کا کہ یہہ جہاد کافرون کو جبراً مسلمان بنانے اور زبردستی دین اسلام پھیلانے کے لئے نہین ہے سو دلایل ذیل سے بخوبی ہوتا ہے

افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین (یونس ع ۱۰)
لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی۔
(البقرہ ع ۳۴)

خداتعالی فرماتا ہے کیا تو لوگون کو زبردستی مسلمان بنانا چاہتا ہے۔ اور فرمایا دین مین زبردستی نہین ہے۔ ہدایت گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان آیات کے بیان شان نزول مین فرمایا ہے کہ انصار مین کوئی

روی ابن جبیر عن ابن عباس رض قال کانت المرءۃ تکون مقلاۃ فتجعل علی نفسہا ان عاش لہا ولدان تہودہ فلما اجلیت بنو النضیر کان فیہم من ابناء الانصار فقالوا لا ندع ابناءنا فانزل اللہ عز وجل لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی (رواہ ابوداؤد ج ۲) زاد فی المعالم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد خیر اصحابکم فان اختاروکم فہم منکم وان اختاروہم فاجلوہم معہم وقال مجاہد کان الناس مسترضعین

عورت لاولد ہوتی تو وہ یہہ منت مانتی کہ اگر میرا بچہ زندہ رہا تو مین اسکو یہودی بناؤن گی۔ پھر جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہودی نضیر کو (جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ستاتے) اطراف مدینہ سے جلاوطن کرنا چاہا تھا تو ان بچون کی نسبت یہودیون اور انکے وارثون انصار کا جھگڑا ہوا۔ انصار نے یہ دعوے کیا کہ یہہ ہماری اولاد ہین ہم ان کو جانے نہ دین گے اسپر یہہ آیات نازل ہوئین یہ ابوداؤد کی روایت ہے تفسیر معالم مین کہا ہے

فی الیھود من الاوس فلما امر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باجلاء بنی النضیر قال الذین کانوا مسترضعین فیھم لنذھبن معھم ولندینن بدینھم فمنعوھم اھلوھم فنزلت لا اکراہ فی الدین الخ (معالم صـ ۱۲۴)

مگر اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان لوگون کو اختیار ملگیا ہے یہ تمکو پسند کرین تو تم مین سے ہین یہودیون کو پسند کرین تو انکے ساتھ یہ بھی جلاوطن ہون۔

اس تفصیل سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جبراً مسلمان کرنا خدا کو پسند نہین ہے۔ یہ ہوتا تو جبر کا یہ عمدہ موقع تھا ان انصار کے لڑکون کو اپنے پاس رکھ لینے کا بظاہر خاصہ بہانہ تھا۔ ان مسایل کے شواہد آیندہ مسایل کے ضمن مین بھی آوینگے۔ انشاء اللہ تعالی ؛

نتائج مسئلہ دوم

مسئلہ دوم اور اسکے دلایل آیات واحادیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اقوام غیر کا مذہب اسلام کی نسبت یہ گمان کہ وہ صرف مذہبی ناگواری سے لڑنا سکھاتا اور جبراً اپنی تسلیم واشاعت چاہتا ہے غلطی ہے اور ناواقفی پر مبنی (۲) ایسا ہی بعض ناواقف مسلمانون کا ہر ایک مخالف مذہب سے صرف مخالفت مذہبی کی نظر سے لڑنا اور ان کے جان ومال سے تعرض کرنا (جیسا کہ سرحدی ناواقف مسلمانون کا دستور ہے) غلطی ہے اور ناواقفی پر مبنی (۳) جو مخالفین اسلام کسی کے مذہب سے تعرض کرنا جایز نہ سمجھین۔ اور اس

امر کو خواہ بمقتضاے مداہنت خواہ بہدایت مذہب خواہ بحکم عقل و اصول سلطنت بہت برا سمجھتے ہین (جیسا کہ برٹش گورنمنٹ کا حال وچال ہی) انسے مذہبی جہاد کرنا ہرگز جایز نہین ✤

تیسرا مسئلہ

جس شہر یا ملک مین مسلمانون کو مذہبی فرایض ادا کرنے کی آزادی حاصل ہو وہ شہر یا ملک دارالحرب نہین کہلاتا - پھر اگر وہ دراصل مسلمانون کا ملک یا شہر ہو اقوام غیر نے اسپر تغلب سے تسلط پالیا ہو (جیسا کہ ملک ہندوستان ہے) تو جبتک اسمین اداے شعایر اسلام کی آزادی رہے وہ بحکم حالت قدیم دارالاسلام کہلاتا ہے اور اگر وہ قدیم سے اقوام غیر کے قبضہ و تسلط مین ہو مسلمانون کو ان ہی لوگون کی طرف سے اداے شعایر مذہبی کی آزادی ملی ہو تو وہ بھی دارالاسلام اور کم سے کم دارالسلم* والامان کے نام سے موسوم ہونے کا مستحق ہے - ان دونو حالتون اور نامون کی وقت اس شہر یا ملک پر مسلمانون کو چڑھائی کرنا اور اسکو جہاد مذہبی سمجھنا جایز نہین ہے - اور جو مسلمان اس ملک یا شہر مین باامن رہتے ہون انکو اس ملک یا شہر سے ہجرت کرنا واجب نہین بلکہ اور ملکون یا شہرون سے (جنمین یہ آزادی نہون) جہان انکو امن و آزادی حاصل نہو ہجرت کرکے اس ملک مین آرہنا موجب قربت و ثواب ہے ✤

* سلم بکسر سین یعنی صلح ضد جنگ -

اس شہر یا ملک پر چڑھائی نہ کرنے کے دلایل بضمن مسئلہ دوم گذر چکے ہین کہ جہان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی مسجد دیکھتے یا وہان سے اذان کی آواز سنتے وہان حملہ نہ کرتے اور نہ اس حملہ کی اجازت دیتے۔

اس شہر یا ملک کو دار الاسلام کہنے کی دلیل یہ ہے کہ جب وہ ایک دفعہ دار الاسلام ہو چکا اور اسلام کے تسلط مین آچکا ہے تو جب تک جملہ شعایر اسلام اس سے موقوف نہون وہ دار الحرب یا دار الکفر کہلائے تو اسمین اسلام پر کفر کا غلبہ یا تاثیر ثابت ہوتا ہے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے چنانچہ بخاری نے بطور تعلیق۔ اور دارقطنی نے بسند موصول روایت کیا

الاسلام یعلو ولا یعلی۔

(بخاری صـ ۱۸۰)

ان دار الاسلام لا یصیر دار الحرب اذا بقی شیء من احکام الاسلام وان زال غلبة اهل الاسلام ذکر سید ناصر الدین فی المنشور ان دار الاسلام انما صارت دار الاسلام باجراء احکام الاسلام فما بقی علقة من علایق الاسلام یترجح دار الاسلام فصول عمادیة ومثله فی عالمگیریه

ہے کہ اسلام غالب ہے۔ کفر اسلام پر غالب نہین ہوتا۔ اور یہی فقہاء حنفیہ کا قول ہے چنانچہ فتاوی عالمگیری اور فصول عمادیہ وغیرہ مین کہا ہے کہ دار الاسلام کبھی دار الحرب نہین ہو سکتا جبتک کہ شعایر اسلام سے ایک خصلت کا وجود بھی وہان رہے۔ ایسا ہی امام ماوردی نے کہا ہے ان کا قول عنقریب خاتمہ شواہد مسئلہ سوم مین منقول

ہوگا *

دوسری صورت مین اس ملک کے دار الاسلام یا دار الامان ہونی اور متبرک و مقدس مواضع چھوڑ کر اسکی طرف ہجرت کرنے پر دلیل یہ ہے کہ جناب رسالت مآب کے زمانہ مین ملک حبشہ عیسائی بادشاہ کے قبضہ و تسلط مین تھا اور وہین اسلام کا وہان نام و نشان نہ تھا اور مکہ مکرمہ آپ کا اور سبھی مسلمانون کا مسکن اور قدیم سے متبرک و مقدس مکان تھا ۔ ولیکن اسمین مسلمانون کو کفار بہت ستاتے تھے اور انکے دین مین بیجا مزاحمت کرتے ۔ اور بادشاہ حبشہ باوجود عیسائی ہونیکے کسی سے تعرض و ظلم کو پسند نہ کرتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا یہ حال معلوم ہوا تو آپ نے اپنے اصحاب کو فرمایا کہ حبشہ کا بادشاہ نیک آدمی ہے وہ کسی پر ظلم نہین کرتا اور نہ اس کے

قال اهل التفسير ائتمرت قريش ان يفتنوا المومنين عن دينهم فوثب كل قبيلة على من فيها من المسلمين يوذونهم ويعذبونهم فافتتن من افتتن وعصم الله منهم من شاء ومنع الله تعالى رسوله بعمه ابيطالب فلما راى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ما باصحابه ولم يقدر على منعهم ولم يوم بعد بالجهاد امرهم بالخروج الى ارض الحبشة وقال ان بها ملكاً صالحاً لا يظلم ولا يظلم عنده احد فاخرجوا اليه حتى يجعل الله للمسلمين فرجاً واراد به النجاشي و اسمه اصحمه وهو بالحبشة عطيته

وانما النجاشی اسم الملك كقولهم قيصر
وكسرى فخرج اليها سرا احد عشر رجلا
واربع نسوة وهم عثمان بن عفان
وامرئته رقيه بنت رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم وزبير بن العوام
وعبد الله بن مسعود وعبد الرحمن
بن عوف وابو حذيفه بن عتبه و
امرئته سهلة بنت سهيل بن عمرو
ومصعب بن عمير وابو سلمه بن
عبد الاسد وامرئته ام سلمة بنت
ابی امیه وعثمان بن مظعون وعامر
بن [illegible] امرئته ام ليلى بنت ابی حثمة
و[illegible] بن [illegible] عمرو وسهيل بن
بيضاء فخرجوا الى البحر واخذوا
[illegible] الى ارض الحبشة بنصف
دينار وذلك فی رجب فی سنة
الخامسة من مبعث رسول الله

ملک مین کوئی اور کسی پر ظلم کرتا ہے ۔
تم وہان چلے جاؤ تو امید ہے امن و
خلاصی پاؤگے ۔ اس ارشاد نبوی کے
موافق گیارہ آدمی اعیان صحابہ نے
جن مین حضرت عثمان اور آپ کے حرم
محترم رقیہ لخت جگر رسول اللہ اور حضرت
زبیر و حضرت ابن مسعود و حضرت
عبد الرحمن بن عوف وغیرہ شامل تھے
حبشہ کیطرف ہجرت کی یہ پہلی ہجرت
حبشہ ہے ۔ ان کے بعد حضرت جعفر
بن ابی طالب وغیرہ صحابہ مکہ چھوڑ کر
حبشہ مین پہنچے یہان تک کہ بیاسی
مسلمان اکابر وہان جمع ہوئے اور
تقریباً چودہ پندرہ سال وہان رہے
باوجودیکہ ان کی ہجرت سے نوین
سال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
مدینے پہنچ چکے تھے اور وہان اچھطرح

وھذہ الھجرۃ الاولی ثم خرج جعفر بن ابی طالب وتتابع المسلمون الیھا وکان جمیع من ھاجر الی الحبشۃ من المسلمین اثنین وثمانین رجلاً سوی النساء والصبیان ۔ (معالم التنزیل صفحہ ۲۹) ومثلہ فی شرح القسطلانی جلد ۶ صفحہ ۲۲۳ وبعض القصۃ فی صحیح البخاری صفحہ ۵۴۴ و صفحہ ۶۰ وفی شرح القسطلانی صفحہ ۲۲۳ جلد ۶ ۔ وکتب لہ صلعم کتاباً یدعوہ فیہ الی الاسلام مع عمرو ابن امیۃ بسنۃ ست من الھجرۃ واسلم علی ید جعفر بن ابی طالب ۔

متسلط ہوکر بدر و احد کی لڑائیون مین کفار مکہ کو شکست دے کر مدینہ طیبہ کو کامل دار الاسلام بنا چکے تھے اور حبشہ اوسی طرح نصاری کا ملک تھا ۔ کیونکہ ہجرت نبوی کے چھٹے سال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی شاہ حبشہ کو اسلام کی طرف بلایا اور اُسنے اسلام قبول کیا ۔ اسپر بھی وہ پانچ چھ سال اس ملک نصاری مین رہے ہجرت نبوی کے چھٹے سال کے اختتام پر ساتوین کے شروع مین مدینہ طیبہ مین پہنچے ۔

یہ حالات ہجرت کتب حدیث صحیح بخاری قسطلانی شرح بخاری وغیرہ اور تفاسیر معالم وغیرہ مین بتفصیل مذکور ہین ۔ اس اجمال سے جو ہمنے بیان کیا ہے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جس شہر یا ملک مین (زیر حکومت مخالفین مذہب کیون نہو) مسلمان شعایر مذہبی آزادی کر اوا سکین وہ دار الحرب نہین ہے دار الاسلام ہے یا کم سے کم دار السلم

دار الامان - مسلمانون کو مقدس اور متبرک بلاد سے (اگر وہان امن نہ پاوین) ہجرت کرکے اُن مین آرہنا جایز وضروری ہے انکو چھوڑکر مقدس شہرون مین (اگر وہان امن نہو) جا رہنا واجب یا جایز نہین ۔

اسی نظر سے اکابر صحابہ حضرت ابن عمر و عائشہ صدیقہ نے فتح مکہ کے بعد جبکہ ہر جگہ امن قایم ہوگیا تھا ہجرت کو غیر ضروری کہا اور صاف فرمادیا تھا کہ ہجرت کا حکم اسوقت تھا جب کہ مسلمان اپنے دین کو بہگائے لئے پھرتے تھے - اس خوف سے کہ وہ دین کے سبب فتنہ مین مبتلا ہون گے - آج اسلام کو خدا نے غلبہ دیا ہے (یعنے کوئی کسی مسلمان کو اسلام کے سبب تکلیف نہین پہنچاتا) آج مومن جہان چاہے خدا کی عبادت کرے - قسطلانی نے شرح بخاری مین اسحدیث کے ذیل مین کہا ہے کہ امام ماوردی نے فرمایا ہے جب مسلمان کو کفار کے شہر مین اظہار

ان عبد الله بن عمر كان يقول لا هجرة بعد الفتح وحدثني الاوزاعي عن عطاء بن ابي رباح قال زرت عائشة مع عبيد بن عمير الليثي فسألناها عن الهجرة فقالت لا هجرة اليوم كان المومنون يفر احدهم بدينه الى الله والى رسوله مخافة ان يفتن عليه فاما اليوم فقد اظهر الله الاسلام واليوم يعبد ربه حيث شاء (بخاری ص۵۵۵) قال القسطلانی فی شرح البخاری فقد اظهر الله الاسلام وفشت الشرائع والاحکام - يعبد ربه حيث شاء فالحكم يدور مع

علته قال الماوردی اذا قدر علی اظہار الدین فی بلد من بلاد الکفر فقد صارت البلدة به دار الاسلام فالاقامة فیها افضل من الرحلة لما یترجی من دخول غیره فی الاسلام"	دین پر قدرت ہو تو وہ شہر دار الاسلام ہو جاتا ہے اسمین رہنا اور بلاد اسلامیہ کیطرف ہجرت کرنیسے افضل ہے کیونکہ وہان رہنے مین اور لوگون کا اسلام مین داخل ہونا متوقع ہوتا ہے ۔

ان اقوال مین بھی ہمارے بیان کی تائید پائی جاتی ہے ۔ فللہ الحمد

مسئلہ سوم کے نتائج

(۱) اس مسئلہ اور اسکے دلایل سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ملک ہندوستان باوجودیکہ عیسائی سلطنت کے قبضہ مین ہے دار الاسلام ہے ۔ اسپر کسی بادشاہ کو عرب کا ہو خواہ عجم کا مہدی سوڈان ہو یا خود حضرت سلطان شاہ ایران ہو خواہ امیر خراسان مذہبی لڑائی وچڑہائی کرنا جائز نہین ہے ۔

(۲) اس زور و شور کی شہادت کتاب و سنت و اقوال علماء امت کے ساتھ اقوام غیر کا مسلمانون پر یہ گمان کہ وہ جب قابو پائینگے گورنمنٹ سے مقابلہ پر آمادہ ہونگے کمال درجہ کی سینہ زوری و افترا پردازی ہے مسلمانون مین جبتک قرآن و حدیث و فقہ کا عمل جاری رہے گا ان سے یہہ امر ہرگز سرزد نہوگا ۔

ہان کوئی ملکلین کی طرح جسنے عیسائی ہوکر اپنے ہم مذہب اور ہم قوم ملکہ پر

گولی چلائی تھی مسلوب الحواس ہو جائے اور دین اسلام کا پاس چھوڑ دے تو اُسکا
کوئی ذمہ وار نہین ہے +

چوتھا اور پانچوان مسئلہ

(۴) جن لوگون سے اسلام مین لڑائی اور مذہبی جہاد کرنے کا حکم آچکا ہے اُنسے
بھی مسلمانون کو صلح کر لینے اور جب تک وہ مناسب سمجھین لڑائی موقوف کردینے
کی اجازت ہے +

(۵) اس عہد و صلح کے بعد عہد کو پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے اور مدت عہد
مین اُن سے لڑنا اور درصورت خوف عہد شکنی جانب ثانی سے بلا فسخ عہد
واعلان فسخ اُن پر حملہ کرنا حرام ہے +

جواز عہد و مصالحت کی دلیل خدا تعالیٰ کا یہہ قول ہے کہ اگر تیرے دشمن و
مقاتل تجھ سے صلح کی درخواست کرین تو تو بھی صلح کی جانب مایل ہو +

وان جنحوا للسلم فاجنح لها وتوكل علی الله۔ (انفال ع ۸)

اس قول خداوندی کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کا
عمر بھر کا عمل رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بہت سے کفار
کے ساتھ غلبہ پانے کے بعد اور غلبہ سے پہلے صلح کی ہے اور مسلمانون
کے اتفاق سے یہ مصالحت ثابت و جایز ہے +

آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حدیبیہ کے سال کفار مکہ کے ساتھ صلح

کی - اور یہ بات قرار پائی کہ دس برس تک لڑائی بند رہے - اسمین لوگ امن

عن المسور بن مخرمۃ ومروان بن الحاکم انہم اصطلحوا علی وضع الحرب عشر سنین یأمن فیہا الناس وعلی ان بیننا عیبۃ مکفوفۃ وانہ لا اسلال ولا اغلال - (ابو داؤد ص ۲۵ ج ۲) فقال النبی صلعم علی ان تخلوا بیننا وبین البیت فنطوف بہ فقال سہیل واللہ لا تتحدث العرب انا اخذنا ضغطۃ ولکن ذلک من العام المقبل فکتب فقال سہیل وعلی انہ لا یاتیک منا رجل وان کان علی دینک الا رددتہ الینا قال المسلمون سبحان اللہ یرد الی المشرکین وقد جاء مسلماً فبیناہم کذلک اذ دخل ابو جندل بن سہیل بن عمرو یرسف فی قیودہ وقد خرج من اسفل مکۃ حتی رمی بنفسہ بین

پالین اور بغیہ یا پیار الڑائی کا ڈہکا رہے نہ اسمین چھپی خیانت ہو نہ ظاہری دغا - اس صلح مین آنخضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کی ایسی سخت شرطین مان لین جن مین بظاہر اسلام کی نہایت خفت تھی اور مسلمانون کی شکست - از انجملہ یہ کہ اس سال مسلمان کعبہ کا حج نہ کرین اور از انجملہ یہہ کہ کافرون مین سے کوئی مسلمان ہو کر آنخضرت صلعم کے پاس آوے تو اسکو آنخضرت صلعم واپس کرین مسلمانون سے کوئی مرتد ہو کر مکہ مین چلا جاوے تو کفار مکہ اسکو واپس نکرین اس شرط لکھنے کے اثنا مین ایک شخص (ابو جندل نامی) وکیل مشرکین مکہ کا بیٹا زنجیرون مین گہستا ہوا آنخضرت کے

اظہر المسلمین فقال سہیل ھذا یا محمد
اول ما اقاضیك علیہ ان ترده
الی فقال النبی صلعم انا لم نقض
الکتاب بعد قال فو اللہ اذن لا اصالحك
علی شئ ابدا فقال النبی صلعم فاجزه
لی فقال ما انا بمجیز ذلك قال بلی
فافعل قال ما انا بفاعل قال مکرز
بلی قد اجزناه لك قال ابو جندل
ای معشر المسلمین اردّ الی المشرکین
وقد جئت مسلما الا ترون ما قد
لقیت وکان قد عذب عذابا
شدیدا الحدیث (بخاری صفحہ ۳)

وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لما ظہر علی خیبر اراد اخراج الیہود
منہا وکانت الارض حین ظہر علیہا للہ
ولرسولہ وللمسلمین فاراد اخراج الیہود
منہا فسألت الیہود رسول اللہ صلعم

پاس آپہنچا اور اس کے واپس کرنے
پر حضرت عمر وغیرہ مسلمانون نے بہت
پیچ وتاب کھایا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بھی وکیل
مشرکین سے اس شرط سے اس شخص
کے مستثنی کرنے کو بہت چاہا آخر
وکیل مشرکین کے نہ ماننے پر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسکو
واپس کردیا ؛

خیبر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فتح کیا اور یہود کو اس مین سے
نکالنا چاہا تو انہون نے اس شرط پر
صلح کی درخواست کی کہ ہم اسی جگہ
رہین گے اور پیداوار اراضی سے
نصف آنحضرت صلعم کو دیتے رہین گے
آنحضرت صلعم نے اسکو قبول کیا اور یہہ
فرما دیا کہ جب تک خدا نے چاہا (یعنے

يقوم بها على ان يكفوا عملها ولهم
نصف الثمر فقال لهم رسول الله نقركم
بها على ذالك ما شئنا فقروا بها حتى
اجلاهم عمر الى تيماء واريحاء
(بخاری ص ۳۱۵)

عن ابن عباس قال صالح رسول الله
اهل نجران على الفى حلة النصف فى صفر
والنصف فى رجب يؤدونها الى المسلمين
عارية ثلاثين درعا وثلاثين فرسا
وثلاثين بعيرا وثلاثين من كل
صنف من اصناف السلاح يغزون
بها المسلمون ضامنون لها حتى يردوها
عليهم ان كان باليمن كيد ذات غدر
على ان لا تهدم لهم بيعة ولا يخرج لهم قس
ولا يفتنوا عن دينهم ما لم يحدثوا
حدثا او ياكلوا الربا قال اسمعيل
فقد اكلوا الربا (ابو داؤد ص ۴۲ ج ۲)

ہم کو مناسب نظر آیا تم کو یہاں رہنے
دین گے پھر وہ اسی شرط پر وہان
رہے یہان تک کہ خلافت عمری مین
وہان سے جلا وطن کئے گئے +

نجران کے عیسائیون سے

آپ نے اس شرط پر صلح کی کہ وہ
سالانہ دو ہزار جوڑہ کپڑون کا بطور
ٹکس دیتے رہے اور تیس زرہ اور
تیس ۳۰ گھوڑے اور تیس ۳۰ اونٹ
اور تیس ۳۰ ہتھیار لڑائی کے لئے بطور
عاریت دیتے رہین جن کو مسلمان
بعد کار براری واپس کر دین گے
ان کے حق مین مفید یہ
شرطین بھی ہوئین کہ ان کے
صوامع (چرچ) نہ گرائے جائین
اور نہ ان کے علماء نکالے جائین اور
نہ انکو دین سے کوئی روک ٹوک ہو

جبتکہ کہ وہ نہی بانین نہ نکالین اور سُود نہ لین ✱

ان دلایل سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جن کافرون سے جنگ و مقابلہ ہوا ان سے صلح کر لینی بھی جایز ہے (گو اس صلح مین بعض وجوہ سے مسلمانون کا نقصان ہوا ور کافرون کا فایدہ) اگر مصلحت وقت اس صلح کی مقتضی ہو۔ اور عام نفع اہل اسلام اسمین متیقن ہو۔

صلح و عہد کے بعد غدر نہ کرنے کے دلایل کتاب و سنت مین بکثرت وارد ہین خدا کا یہہ قول بضمن دلایل مسئلہ اول نقل ہوچکا ہے کہ جو لوگ تمہارے عہد والون سے جا ملین اُن کو نہ مارو اور خدا نے فرمایا ہے جنسے تم نے مسجد الحرام کے پاس عہد کیا ہے جبتک وہ عہد پر قایم رہین تم بھی قایم رہو اور فرمایا اگر تمہارے بہائی تم سے دین مین مدد چاہین تو ان کو مدد دو مگر اس قوم پر ان کو مدد ندو جس سے تم عہد کر چکے ہو اور فرمایا عہد کو پورا کرو

دیکھو صفحہ (۱۱) رسالہ ہذا

الا الذین عاهدتم عند المسجد الحرام فما استقاموا لکم فاستقیموا لهم ان الله یحب المتقین (براۃ ع ۲)

وان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر [illegible] میثاق والله بما تعملون بصیر (انفال ع ۱۰)

واوفوا بالعهد ان العهد کان مسئولا

✱ سود لینے کو اسلام نے انسانی اور ایمانی ہمدردی کے خلاف سمجھا ہے اسلئے ان پر اس شرط کو قایم کیا ✱

(بنی اسرائیل ع ۴)
من لا یفی لذی عہد عہدہ فلیس منی
ولست منہ (رواہ مسلم)
وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
من قتل معاہدا لم یرح رائحۃ الجنۃ
وان ریحها لتوجد من مسیرۃ اربعین عاما
(رواہ البخاری ص۴۴۸)
ان الغادر ینصب لہ لواء یوم القیامۃ
فیقول ہذہ غدرۃ فلان بن فلان
(مسلم ص۸۳ ج۲ بخاری ص۴۵۲)
وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
من قتل معاہدا فی غیر کنہہ حرم اللہ
علیہ الجنۃ (رواہ ابو داؤد ص۲۳ ج۲)
انی لا اخیس بالعہد (رواہ ابو داؤد
ص۲۳ ج۲) وقال عمر بن الخطاب رض
واوصیہ بذمۃ اللہ ورسولہ ان یوفی لہم
بعہدہم وان یقاتل من ورائہم

عہد سے سوال ہوگا۔ اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
جو عہد والے کا عہد پورا نہ کرے گا وہ
ہم میں سے نہیں ہے اور نہ میں اسکے
گروہ سے ہوں۔ اور فرمایا جو شخص
عہد والے کو مار ڈالے گا وہ بہشت
کی خوشبو نہ پاسکے گا باوجودیکہ چالیس برس
کے فاصلہ سے اسکی خوشبو آتی ہے
اور فرمایا عہد شکن کے لئے قیامت کے
دن نشان کھڑا کیا جائے گا اور کہا
جائے گا یہ فلان شخص کا غدر ہے۔
اور فرمایا جو عہد والے کو بلا جرم مارے
اسپر بہشت حرام ہے۔
اور فرمایا میں عہد شکنی نہیں کرتا اسکے
موافق حضرت فاروق نے اپنی جانشین
کو وصیت فرمائی ہے کہ وہ عہد والوں
کا عہد پورا کریں اور ان کی حمایت

(رواہ البخاری صفحہ ۴۲۹)

مین ان کے مخالفون سے لڑین *

باب ثانی سے عہد شکنی کے خوف کے وقت بلا فسخ عہد و اعلان حملہ کرنے کی ممانعت کی دلیل یہ قول خداوندی

ہے کہ جب تجھے کسی قوم سے عہد شکنی کا خوف ہو تو فسخ عہد کا پیام برابری

وإما تخافن من قوم خيانة فانبذ إليهم على سواء إن الله لا يحب الخائنين (انفال ع ۸)

پر اُن کو پہنچا دے خدا خیانت کرنے والون کو دوست نہین رکھتا۔

ایسا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے چنانچہ

سلیم بن عامر نے نقل کیا ہے کہ امیر معاویہ اور روم والون مین عہد مقرر تھا جب

عن سليم بن عامر رجل من حمير قال كان بين معاوية وبين الروم عهد وكان يسير نحو بلادهم حتى إذا انقضى العهد

وہ گذرنے لگا امیر معاویہ نے اُنپر حملہ کا ارادہ کیا پس ایک شخص عربی یا ترکی گھوڑے پر سوار آیا اور بولا اللہ اکبر۔

* یہ حکم حضرت فاروق کا عام ہے ان مسلمان مخالفون کو بھی شامل ہے جو مسلمانون کی عہد والون سے لڑین۔ ان مسلمانون کی مدد سے مسلمانون کو یہ بھی مانع ہے جو بصفحہ (۳۰) منقول ہو چکی ہے (وان استنصروکم فی الدین) بلد سے اس نوٹ کو ڈاکٹر مشہر صاحب توجہ سے ملاحظہ فرماوین اور انصاف سے کہین کہ اسمین انکے اس سوال کا جو انہون نے اپنی کتاب "اندین مسلمان" کی تیسری باب کے خاتمہ پر ایک حاشیہ مین علماء اسلام سے کیا ہے کافی اور گورنمنٹ کے حق مین مفید جواب ادا ہوا ہے یا نہین؟

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

نمبر ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ — جلد ۹

معہ

ضمیمہ متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنۃ

قیمت رسالہ و ضمیمہ

یہ رسالہ عموماً عـــہ سالانہ قیمت پر دیا جاتا ہے خاص روساء اہل اسلام بنظر اعانت للعـــہ عنایت فرماتے ہین بعض اشخاص سے جنکی آمدنی چالیس للعـــہ روپیہ ماہوار سے زیادہ نہین ستا ئیس روپیہ لیے جاتے ہین جنکی آمدنی دس روپیہ سے زیادہ نہین تین روپیہ جو دس روپیہ ماہوار بہی آمدنی نہین رکھتے پر علمی بضاعت رکھتے ہین اور اسس رسالہ کی اشاعت کرتے ہین اون کو بلا قیمت دیا جاتا ہے ضمیمہ اکثر رسالہ سے علیحدہ نکلتا ہے اس کی عام قیمت تین روپیہ ہے خاص چہہ روپیہ رعایتی عـــہ ادنی ۱۲ ار آخری دعا خیر الاسلام

ابو سعید محمد حسین مہتم رسالہ اشاعۃ السنۃ لاہور

ضرور ملاحظہ فرماؤ ورنہ پچہتاؤ گے

ہمارے ضروری التماسات و قومی ضروریات کیطرف قوم کی توجہ کم ہوتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ التماسات قوم کے ملاحظہ مین نہین گذرتیں خصوصاً ان حضرات کے جو صوفی کہلاتے ہین اور باوجودیکہ خود دنیاوی تعلقات ملازمت وغیرہ میں سر تا پا مستغرق ہین قومی ضروریات کو دنیا سمجہتے ہین

یا ان طالبان دنیا کی جو شب و روز تحصیل زر مین مصروف ہین یہ اتنا نہین جانتے کہ قوم کیا بلا ہے اور کس بلا مین مبتلا۔ وہ حضرات اور نہین تو مضامین اشاعۃ السنہ کی فہرست ہی ملاحظہ فرما لیا کرین شاید کسی مضمون کو وہ لائق ملاحظہ سمجہکر اسکیطرف مراجعت کرین جیسا کہ اس نمبر امین مضمون "خشک شکریہ پر شکریہ" یا نمبر ۷ جلد ۹ مین مضمون "التماس تمہید" ہے اتنا ہی نہ ہو سکیگا تو وہ ایک آدہ ایک دن اپنی قومی وکیل اشاعۃ السنۃ کو ہاتہ سے کہو بیٹہین گے

فہرست مضامین نمبر ۱۰-۱۱-۱۲

(۱) خشک شکریہ پر شکریہ۔ (لائق توجہ اہلحدیث خصوصاً صوفیہ خام)
(۲) بقیہ اقتصاد فی مسائل الجہاد
(۳) ریرل قول اور اہلحدیث (لائق توجہ اہلحدیث خصوصاً مبارزین میدان مناظرہ مقلدین)
(۴) اشتہار جہاد ترکی یا افغانستان اور مسلمانان ہندوستان۔ (لائق توجہ گورنمنٹ ایڈیٹرز)
(۵) اکثر مذہبی القاب کی بنا مرقد اکبر پر (لائق ملاحظہ طاعنین گروہ اہلحدیث)
(۶) بعض ہمعصر ویر افسوس اور انکو برادرانہ نصیحت
(۷) تخلیص رسالہ ٹی جی اسکاٹ در علم الٰہی عقلی۔

اطلاع

خاکسار مہتمم بقیہ ایام ماہ جون و جولائی اپنی وطن قدیم بٹالہ مین بسر کریگا اوائل اگست مین شملہ پہنچیگا لہذا اخیر جون تک خط و کتابت و ارسال زر بنام خاکسار بہ نشان بٹالہ ضلع گورداسپور ہونا چاہیے یکم اگست سے تا اطلاع ثانی بہ نشان شملہ اوپر کا بازار

ابو سعید محمد حسین

خشک شکریہ پر شکریہ

اور

حقیقی شکریہ کی تعلیم و مشورہ

اشاعۃ السنۃ کی اس قومی خدمت پر کہ اسنے اپنی قوم سے گویا ایکسان غلامی کو اٹھایا اور ایک دل آزار و عیب دار لفظ "وہابی" کی استعمال گورنمنٹ سے بند کرایا اور بجای اس نازیبا لقب کے انکو گورنمنٹ اور پبلک سے خطاب فرقۂ اہلحدیث کا خطاب دلوایا ہے ہندوستان و پنجاب کے اطراف و اکناف سے بہت ایڈریس (کاغذات متضمن شکریہ) دفتر اشاعۃ السنۃ مین موصول ہو چکے ہیں۔

ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ بجای اسکے کہ ان قدر شناس اعیان قوم کی اس قدر شناسی کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرے سرسری طور پر کا کہیا شکریہ ادا کرتا ہے اور انکے اس احسان کا معترف ہے کہ انہوں نے اشاعۃ السنۃ کی ناچیز خدمت کی قدر کی اور کاغذات شکریہ اسکو عزت بخشی۔

مگر ساتھہ ہی اسکے اس ناصحانہ التماس سے بھی اسکو ایک قومی خدمت سمجھکر رک نہین سکتا کہ خشک شکریہ (کاغذی ہو یا لفظی) ایک رسمی شکریہ ہے حقیقی اور سچا شکریہ جسکی شریعت اسلامیہ مین ہدایت ہے وہ ہے جو مطابق ضرورت وقت اور بحسب حیثیت و استطاعت ادا کیا جائے۔

مثلاً اگر ایک شخص نے دوسرے پر مالی احسان کیا ہو تو وہ بھی اسکے شکریہ مین اسپر مالی احسان کرے اگر یہہ مالی احسان کو پسند کرے یا اسکی ضرورت رکھتا ہو۔ اور اگر یہہ اُس کے کام مین وقت صرف کرتا ہو تو وہ بھی اسکے کام مین وقت صرف کرے اگر یہ اسکا طالب یا محتاج ہو۔ اسکو صرف مال یا وقت کی خواہش نہ ہو یا اسکو اسکی طاقت نہ ہو تب اسکا لفظی شکریہ (جزاک اللہ) با محل ہے۔

ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص تم پر احسان کرے اوسپر تم بھی ویسا ہی احسان کرو تمکو ویسی احسان کی طاقت نہ ہو تو اسکے حق مین اسقدر دعا کرو جو تمہارے علم مین اس احسان کی برابر ہو جو اوسنے تم پر کیا ہے۔

> عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلعم من صنع الیکم معروفا فکافئوہ فان لم تجدوا ما تکافئونہ فادعوا لہ حتی تروا ان قد کافأتموہ
> رواہ احمد (مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۳) کا فتوہ احسنوا الیہ مثل ما احسن الیکم (مرقاۃ)

اس ارشاد و فیض بنیاد آنحضرت کے مطابق اشاعۃ السنۃ کی قومی خدمات کا شکریہ جیسا تھا تو یہہ تھا کہ اہل وسعت اعیانِ قوم اشاعۃ السنۃ کو قومی کامون مین

تن من دہن سے مدد کرتے جیسا کہ وہ تن من دہن سے قومی خدمات مین مصروف ہین نہ یہ کہ دور سے بیٹھے بیٹھے صرف مرحبا جزاک اللہ خیر پر اکتفا کر بیٹھتے ۔

اس التماس سے یہ مطلب ہرگز نہین کہ وہ ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کو کچھہ دین ۔ اور اسکی ذاتی ضرورتون کو پورا کرین ۔ بلکہ مطلب اسکا صرف یہہ ہے کہ وہ اسکی قومی ضرورتون مین اس سے ہمدردی کرین ۔ اور جس قومی کام مین صرف زر یا وقت بکار ہے اسمین زر اور وقت سے اسکی معاونت کرین ۔

جس کامیابی پر وہ حضرات خوشیان مناتے اور مبارکبادیان سناتے ہین وہ تو انکی قومی ترقی کی پہلی منزل ہے اور ہنوز بہت سی منازل انکو طے کرنے باقی ہین جو صرف ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کی ذاتی طاقت سے (قلمی ہو خواہ قدمی یا درمی) طے نہین ہو سکتے وہ لوگ اپنی قوم کی سچی ترقی خواہ اور ترقی خواہان قوم کے دل سے ہمدرد ہین ۔ تو ان منازل کے طے کرنے مین اشاعۃ السنۃ کو تن من دہن سے مدد دین ۔

ان منازل و وسائل ترقی قومی سے ایک یہ بھی ہے کہ اشاعۃ السنۃ کے وہ مضامین جو ترجمہ گورنمنٹ کی لائق ہین انگریزی زبان مین چھپین اور گورنمنٹ کے ملاحظہ سے گذرین اسکی بابت اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۹ کے پہلے صفحہ مین ایک التماس معروض خدمت ہوا خواہان قوم کی ہو چکی ہے ۔ اس التماس کیطرف کم سے کم ایکسو صاحب نے بھی (فرستندگان ایڈریس ہین خواہ حضرات دیگر) توجہ نہین فرمائی اور یہی امر موافق یا مخالف اس التماس کی نسبت ظاہر نہین کیا اس عدم توجہی و بے اعتنائی کے ساتھہ بعض حضرات کا خشک شکریہ (لفظی یا کاغذی) کیا کار آمد ہے ۔ اور یہہ ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ یا قوم کا کیا

منجملہ ایک یہہ بھی ہے کہ ہم ملامت استعمال لفظ وہابی کے شکریہ مین جیسا سر چارلس ایچیسن صاحب بہادر سابق لفٹننٹ گورنر پنجاب کی حضور مین اہل حدیث کا ایڈریس بوساطت ڈیپوٹیشن پیش ہوا تھا ویسا ہی ہز ایکسلنسی لارڈ ڈفرن وایسرای و گورنر جنرل ہند کی حضور مین انکا ایڈریس بذریعہ ڈیپوٹیشن پیش ہو کیونکہ ڈاک کے ذریعہ سے ارسال میموریل متضمن شکریہ مین قوم اہل حدیث کا وہ اعزاز مقصود نہین ہے جو بذریعہ ڈیپوٹیشن (جسمین صوبجات ہندوستان (بنگال ۔ پنجاب ۔ ممالک مغربی و شمالی ۔ مدراس ۔ بمبئی ۔ اور ممالک متوسط) کے اعیان اہلحدیث کا ڈیپوٹیشن پیش ہو) مین اس قوم کا اعزاز مقصود ہے اسی خیال سے اب تک ویسرائی کی حضور مین میموریل روانہ نہین ہوا اور نہ اسکا مسودہ [illegible] کے لیے ناظرین کی خدمت مین پہنچا ہے ۔ اس ڈیپوٹیشن کا سملہ پر بالا موسمین (جسب ویسرائی سملہ سے رونق افروز لاہور ہون) اجتماع اور ایڈریس کی تیاری بہا صرف زر پر موقوف ہے ۔ اور اس صرف کے لیے صرف ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کی جیب کافی نہین لہذا ترقی خواہان قوم اپنی قوم کا اعزاز چاہتے ہین تو اس ڈیپوٹیشن کی فراہمی اور ایڈریس کی تیاری مین بہی اپنے قومی وکیل کو مدد دین اور اس بات مین اس سے جلد خط و کتابت کرین کیونکہ وہ بعد ایام سفر سملہ کا عزم رکھتا ہے جسپر اس ضرورت کے علاوہ بہی بعض قومی ضرورتین باعث ہین خاکسار کی رای ناقص مین تیاری ڈیپوٹیشن و ایڈریس کی دو صورتین ہین ایک یہ کہ ہر صوبہ کے ارکان ڈیپوٹیشن (صاحب وسعت ہون تو) اپنا اپنا خرچ کرین دوسری یہ کہ ان ارکان کو ہر ایک صوبہ مین چندہ جمع ہو اور وہ چندہ انکی مصارف سفر مین صرف ہو ۔

حضرات ترقی خواہان قوم آپکا ہی نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ ... اشاعۃ السنۃ کی مدد کرین جس قسم کی مدد دلائق ہو ... اس پاید دہائی پر بھی ان حضرات کا یہی حال رہا۔ تو آیندہ ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کو ایسی کسی سے امید نہ ہو گی ... وکالت سے دست بردار ہوگا اور ہم انا للہ وانا الیہ راجعون پڑہینگے کیونکہ قومی کام صرف ایک شخص کی ہمت سے انجام کو نہیں پہنچتے جمہوری کام جمہور کی مدد سے انجام ہوتے ہیں ہان ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ جو قلمی معاونت قومی ہو سکیگی کریگا۔ اور تجاویز مفیدہ قومی اشاعۃ السنۃ میں درج کرتا رہیگا ان تجاویز مین گورنمنٹ کی مدد حاصل کرنا یا ان تجاویز سے جو لائق عمل ہون عمل مین لانا قوم کا اختیار ہے ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ اب بہت جلد یا نہین چاہتا وہ اس بوجہ مین بہت دب گیا ہے قلمی معاونت ابھی ... جاری رہیگی کہ اشاعۃ السنۃ کا دوبی ... تمام ادعائے خریداران ادا کرتے رہینگے۔ اور بلا تقاضا بھی تقاضا پر بھی زر چندہ سالانہ ادا کرینگے اسمین بھی انکی ایسی لاپروائی ہے جیسا ایسی ہی ارکان حضرات کی جنکو مواضع سکوت کو نام جاتے ہیں درج ہیں

امرتسر۔ اندور۔ آرہ۔ اورنگ آباد۔ بونگہ۔ جیات۔ بمبئی۔ پٹیالہ۔ پانی پت۔ بھگواڑہ۔ جے پور۔ حاجی پور۔ حیدرآباد۔ دہلی۔ ڈیرہ۔ رنگون۔ رسولپور۔ کھانوالہ۔ سیوان۔ سیالکوٹ۔ شیخوپورہ۔ شیر گڑھ۔ بٹالہ۔ قصور۔ قادیان۔ کوٹلی لوہاران۔ کوٹلہ سلطان۔ کیرٹی۔ کرنال۔ کوئٹہ۔ لودیانہ۔ ملتان۔ منٹگمری۔ مدراس۔ ہری ہر۔ ہارنس۔ وغیرہ وغیرہ۔

پٹیالہ ... وغیرہ نے خطوط تقاضا پر بھی سکوت محض اختیار کر رکھا ہے نہ زر چندہ سالانہ بھیجا ہے نہ جواب خطوط دیا ہے اور جس نے کچھ جواب دیا اس نے ایفاء وعدہ نہیں کیا تو ایک یہ ہی ان قلمی معاونت بھی موقوف و مسدود ہوگی رسالہ اشاعۃ السنۃ بند ہوگا اور ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کسی اور شغل مین مشغول ہوگا اس صورت مین قوم اہلحدیث کو پورا افسوس نصیب ہوگا۔ اشاعۃ السنۃ جیسا ثابت قدم وفادار وکیل جسکی وکالت قومی ثابت قدمی اور وفاداری گورنمنٹ کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ لہذا اوسکی معروضات بحق اہلحدیث گورنمنٹ میں عزت و اعتبار سے سنی جاتے ہیں۔ اس کے بعد ونسبت نہ دیگا پھر اس قوم کو بڑا افسوس ندامت کیساتھ کہنا ہوگا معروضات اشاعۃ السنۃ کیطرف جیسی گورنمنٹ کی توجہ ہے۔ ناظرین اشاعۃ السنۃ کو معلوم ہے اسکی قومی وکالت و دیانت اور وفاداری کا گورنمنٹ کے نزدیک مسلم ہونا سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب سر چارلس ایچیسن صاحب بہادر کے اس سرٹیفکٹ سے جو حضور ممدوح نے پنجاب گورنمنٹ سے رخصت ہونے کے وقت خاکسار کو عطا فرمایا ہے ثابت ہے ذیل مین ہم اس سرٹیفکٹ کا ترجمہ اس غرض سے درج کرتے ہیں کہ اسکو دیکھکر ہمارے بیخبر ہم مذہب اشاعۃ السنۃ کی حمیت پیدا ہو اور انکو وکالت اشاعۃ السنۃ کی قدر معلوم ہو اور اسکے بند ہو جانیکا ضرر و نقصان خیال مین آوے

وہ ترجمہ یہ ہے ابو سعید محمد حسین فرقہ اہلحدیث کے ایک سرگرم ممبر ہین اور اس فرقہ اسلام کے وفادار اور ثابت قدم وکیل ہین۔ انکی علمی کوششین (یعنے تصانیف) لیاقت سے ممتاز ہین وہ نیز ملکہ معظمہ کی وفادار رعایا مین سے ہین۔

لاہور ۳۱ مارچ ۱۸۸۷ء دستخط سی۔ یو۔ ایچیسن۔ لفٹنٹ گورنر پنجاب وغیرہ

[illegible]

[illegible]

غزاھم فجاء رجل علی فرس او برذون وھو یقول اللہ اکبر اللہ اکبر وفاء لا غدر فنظروا فاذا عمرو بن عبسہ فارسل الیہ معاویۃ فسالہ فقال سمعت رسول اللہ یقول من کان بینہ وبین قوم عھد فلا یشد عقدہ ولا یحلھا حتی ینقضی امدھا او ینبذ الیہم علی سواء فرجع معاویۃ (رواہ ابوداود صـ۳ ج ۲ والترمذی صـ۱۹۴ ج ۱)

وفا چاہیے نہ کہ غدر۔ امیر معاویہ نے دیکھا تو وہ عمرو عبسہ صحابی تھا امیر معاویہ نے ان کے آنے کا سبب پوچھا تو انہون نے فرمایا کہ مینے آنحضرت صلعم سے سنا ہے کہ جسکا کسی قوم سے عہد ہو وہ اسکو فسخ نکرے جب تک مدت گذر نہ جائے یا برابر برابر فسخ عہد سے اسکو اطلاع نہ دیجائے۔ یہ سنکر امیر معاویہ اس حملہ سے باز آئے اور وہان سے پہر گئے ❊

مسلہ چہارم وپنجم کے نتایج مسلہ ششم وہفتم کے نتایج کے ساتھ بیان ہون گے ❊

چھٹا وساتوان مسلہ

(۶) کافر (ظالم اور مذہب مسلمانون مین مزاحم لایق جہاد ہی کیون نہون) جب مسلمانون کے شہرون اور ملک پر تغلب سے تسلط پالیتے ہین تو ان شہرون کے مالک ومتصرف ہوجاتے ہین ❊

(۷) جب کسی کافر کے ملک یا شہر مین کوئی مسلمان امن چاہکر جاتا ہے تو وہ اسی عہد والے کی مانند ہوجاتا ہے جسنے صریح عہد دیا ہو۔ اسکو اس کافر سے غدر

کرنا اور اس کے جان و مال سے تعرض کرنا ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ صریح عہد والون کی جان و مال سے تعرض حرام ہے +

غلبہ سے کافر کے مالک ہوجانے کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے کافرون کے اُن تصرفات کو جو انہون نے آپ کے اموال پر متسلط ہوکر کئے نافذ فرمایا ۔ اور خود تسلط پاکر ان کو بے محل و بے اعتبار نہین ٹہرایا ۔ صحیح بخاری مین حدیث ہے کہ آنحضرت صلعم سے اسامہ نے حج کے ایام مین پوچھا یا

عن اسامة بن زید انه قال یا رسول الله این تنزل فی دارك بمكة فقال هل ترك لنا عقیل من رباع او دور وكان عقیل ورث ابا طالب هو وطالب لم یرثه جعفر ولا علی شیئا لانهما كانا مسلمین و[illegible] (بخاری ص ۲۱۶)

رسول اللہ آپ مکہ مین اپنے کس گہر مین اُتریں گے ۔ آپ نے جواب مین فرمایا عقیل نے ہمارا کوئی گہر چھوڑا ہے ؟ (یعنی سبھی گہرون پر تصرف کرلیا ہے) +

اس ملک و تصرف عقیل کی ایک وجہ تو اسی حدیث مین بیان ہوئی ہے کہ ابو طالب کے وارث عقیل اور طالب ہی ہوئی تھی ۔ حضرت علی و جعفر کیونکہ وفات ابو طالب کے وقت عقیل و طالب کافر تھے ۔ اور حضرت جعفر اور حضرت علی مسلمان ہوچکے تھے ۔ مگر یہ وجہ بجز ملک و تصرف مکانات ابو طالب کے اور مکانات کے (جن مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکان بھی

وقد اختلف اهل العلم في ذلك
فقال الشافعي وجماعة لا يملك اهل
الحرب بالغلبة شيئا من المسلمين و
لصاحبه اخذه قبل القسمة وبعدها
وعن علي والزهري وعمرو بن دينار
والحسن لا يرد اصلا ويختص به اهل
المغنم وقال عمرو بن سلمان بن ربيعة
وعطاء والليث ومالك واحمد و
آخرون وهي رواية عن الحسن ايضا
ونقلها ابن ابي الزناد عن ابيه عن
الفقهاء السبعة ان وجده صاحبه
قبل القسمة فهو احق به وان وجده بعد القسمة
فلا يأخذه الا بالقيمة (نيل الاوطار ج ۷ ص ۱۹)

مالک نہیں ہوتے لہذا جو مال مسلمانوں کا
کافروں کے ہاتھ میں چلا جائے وہ
مسلمانوں کے فتحیاب ہونے پر انہی
مسلمانوں کو ملے گا جن کا مال تھا حضرت
علی و زہری و عمرو بن دینار و حسن
بصری کہتے ہیں کہ وہ کافروں کا مال
ہو چکا تھا مسلمانوں کے ہاتھ آئے گا
تو ان سب کا ہوگا جنہوں نے کافروں
کو لوٹا عمرو بن سلمان ابن ربیعہ و عطا
ولیث و امام مالک و امام احمد وغیرہ
کا یہ قول ہے کہ وہ مال مسلمانوں میں
تقسیم ہو چکا ہو تو اصل مالک کو قیمت
ملیگا تقسیم سے پہلے بلا قیمت بھی وہ
لینے کا حقدار ہے اس مذہب سے بھی یہی بات ہوتی ہے کہ وہ مال کفار کے
ملک میں آچکا تھا۔

کتاب ہدایہ میں (جو حنفی مذہب میں ایک مشہور و معتبر کتاب ہے) کہا ہے کہ کفار ہماری
اموال پر غلبہ پائیں تو ان کے مالک ہو جاتے ہیں بشرطیکہ وہ ان کو اپنی ملک سے

واذا غلبوا على اموالنا والعياذ بالله
واحرزوها بدارهم ملكوها وقال
الشافعي لا يملكونها لان الاستيلاء
محظور ابتداء وانتهاء والمحظور
لا ينتهض سببا للملك على ما عرف
من قاعدة الخصم ولنا ان الاستيلاء
ورد على مال مباح فينعقد سببا للملك
دفعا لحاجة المكلف كاستيلاءنا على
اموالهم وهذا لان العصمة تثبت
على منافاة الدليل ضرورة تمكن
المالك من الانتفاع فاذا زالت المكنة
عاد مباحا كما كان غير ان الاستيلاء
لا يتحقق الا بالاحراز بالدار لانه
عبارة عن الاقتدار على المحل حالا
ومالا والمحظور لغيره اذا صلح سببا
لكرامة تفوق الملك وهو الثواب
الآجل فما ظنك بالملك العاجل

تسلط میں لیجائیں ۔ امام شافعی اس مسئلہ
کے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کفار کا
تغلب ہی ناجائز ہے تو وہ ملک کا سبب
کیونکر ہوسکتا ہے حنفیہ کی طرف سے اسکا
جواب یہہ ہے کہ تغلب کفار اموال مسلمین
پر گو ناجائز ہے مگر اس حالت میں اور اسوقت
تک کہ مسلمانوں کا اسپر تسلط و قبضہ ہو
اور جب وہ تسلط اٹھ گیا تو کافروں کا
تسلط ان اموال پر جائز ہو گیا اور وہ مال
مباح پر تسلط ٹھہرا وہ کہتے ہیں دراصل
ہر چیز سے ہر شخص نفع اٹھانے کا مستحق
ہے چنانچہ قران میں فرمایا ہے "خدا نے
تم سب کے لئے جو کچھ زمین میں ہے پیدا
کیا ہے" پھر خاص خاص چیزوں سے
خاص خاص لوگوں کو نفع اٹھانے کے لئے
خدا تعالے نے قبضہ و تسلط کو سبب
بنا دیا ہے اور یہ حکم دے دیا ہے کہ